معرکہ
قلوب واذہان
The Battle of Hearts and Minds
امام انور العولقی حفظہ اللہ
اردو ترجمہ: ابو عبد اللہ البشتون حفظہ اللہ
الموحدین
اسلامی لائبریری

امام انور العولقی حفظہ اللہ کے انگریزی بیان کا اردو ترجمہ

# معرکۂ قلوب واذہان

# The Battle of Hearts and Minds

اردو ترجمہ: ابو عبداللہ البشتون حفظہ اللہ

نظر ثانی: بنت الاسلام حفظہا اللہ

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان
Website: http://www.muwahideen.co.nr
Email: salafi.man@live.com

# پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا

عزیز بھائیو اور بہنو، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمام تر تعریفیں اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کے وہ ہماری تمام کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ ہمیں نفع بخش علم سے نوازے۔

اللھم انّا نسئلك علماً نافعاً و نعوذ بك من علماً لا ینفع
(اے اللہ ہم تجھ سے علم نافع مانگتے ہیں اور تیری پناہ چاہتے ہیں ایسے علم سے جو نفع بخش نہ ہو)

جیسا کہ پہلے آگاہ کیا گیا تھا کہ ہمارے آج کے بیان کا عنوان "معرکۂ قلوب واذہان" (دی بیٹل آف ہارٹز اینڈ مائنڈز) (The Battle of Hearts and Minds) ہوگا تو میں رینڈ انسٹی ٹیوٹ( )Rand Institute کی 2007 میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ سے ایک اقتباس پڑھ کے شروع کرتا ہوں جس کے مطابق:

> "مسلم دنیا کے بیشتر حصّے میں جاری جدوجہد لازمی طور پر فکری جنگ ہے، اس جدوجہد کا جو بھی نتیجہ نکلے وہی مسلم دنیا کے مستقبل کی سمت کا تعین کرے گا۔"

چنانچہ اس وقت عالم اسلام میں ایک فکری جدوجہد جاری ہے۔ ڈیفنس ڈپارٹمنٹ(Defence Department-امریکی محکمہ دفاع) کی ایک چار سالہ دفاعی جائزہ رپورٹ کے مطابق،

”امریکہ کو اس وقت ایک ایسی جنگ کا سامنا ہے جو ہمہ وقت ایک بندوق کی جنگ بھی ہے اور افکار کی بھی۔ اس جنگ میں حتمی فتح صرف اسی صورت ممکن ہے جب انتہاء پسند نظریات کو ان معاشروں میں جہاں یہ پل رہے ہیں اور ان کے خاموش حامیوں کی نظر میں غلط اور فرسودہ ثابت کر دیا جائے۔“

لہٰذا رینڈ اور پینٹاگون دونوں کے مطابق مسلم دنیا میں ایک فکری جدوجہد جاری ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس اندرونی معاملے کے بارے میں ان کا نقطہ نظر کیا ہے، وہ معاملہ جس کا تعلق مسلمانوں سے ہے، وہ فکری محاذ آرائی جو اُن دو گروہوں کے درمیان ہے جن میں سے ایک اسلام پر من و عن اس طرح عمل پیرا ہونا چاہتا ہے جیسے یہ محمد ﷺ پہ نازل ہوا اور اس کو کلیتا اپنانا چاہتا ہے جبکہ دوسرا گروہ اس حوالے سے ایک قسم کی اختیاری روش اپنانا چاہتا ہے، وہ اسلام پر جزوی طور پر عمل کرنا چاہتا ہے (یعنی اسلام کے کسی ایسے حکم پر تو عمل کر لیا جس پر عمل کرنے کا جی چاہا اور جسے چھوڑنے کا دل چاہا اسے چھوڑ دیا)۔ مسلمانوں میں یہ کشمکش کوئی نئی بات نہیں ہے، ایسا ہر دور میں ہوتا رہا ہے کہ ان میں اہل حق بھی موجود ہیں اور ایسے بھی جو صحیح راستے سے منحرف ہونا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کشمکش کو ہماری تاریخ کے ہر دور میں باقی رہنا مقدر کر دیا ہے، یہی نہیں بلکہ وہ قومیں جو ہم سے پہلے ایمان لائیں وہ بھی اس کشمکش سے خالی نہ تھیں۔

مثال کو طور پر بنی اسرائیل میں ایسے بھی موجود تھے جو راہ راست پر قائم تھے اور ایسے بھی تھے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

﴿يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ﴾ (المائدة:13)

”یہ لوگ کلمات (کتاب) کو اپنے مقامات سے بدل دیتے ہیں“

چنانچہ وہ بائبل کی آیات میں تحریف کر دیتے اور بعض دفعہ یہ قبیح حرکت حاکم وقت کو خوش کرنے کے لئے کی جاتی کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ بنی اسرائیل مختلف اقوام کے ماتحت رہے۔ مثلاً وہ رومن سلطنت کے زیر نگیں رہے جو کہ بت پرست تھے اور بابل کے بادشاہوں کے ماتحت رہے اور وہ بھی بت پرست تھے۔ ایک واقعہ جو کہ تفسیر میں بیان ہوا ہے اس کے مطابق ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے ربّیوں (فقیہوں) نے بابل کے بادشاہ کے لئے ایک ایسا فتویٰ جاری کیا جس کے تحت وہ ناجائز تعلقات رکھ سکتا تھا اور یہ

فتویٰ محض بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دیا گیا تھا۔ اس طرح انہوں نے ایک انسان کی خوشنودی کے لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے قانون کو بدل ڈالا۔

چنانچہ مسلم دنیا میں جو فکری محاذ آرائی جاری ہے اس کے بارے میں یہ غیر مسلم کیا کر رہے ہیں! یو ایس نیوز اینڈ ورلڈ رپورٹ(News and World Report US)کے مطابق،

> ''آج واشنگٹن 911 حملوں کے بعد سے اب تک پے در پے غلط اقدامات اٹھانے کے بعد جوابی کاروائی کر رہا ہے، امریکی حکومت سیاسی محاذ آرائی کی ایک ایسی مہم پر عمل پیرا ہے جو سرد جنگ کے انتہائی اعلیٰ ترین درجے پر ہونے کی وجہ سے بے مثل ہے۔ عسکری نفسیاتی کاروائیاں سرانجام دینے والی ٹیموں اور سی آئی اے کے جاسوسوں / خفیہ کارندوں سے لے کر اعلانیہ طور پر مالی سرپرستی کے تحت چلنے والے میڈیا اور تھنک ٹینکس (think tanks)، واشنگٹن باقاعدہ طور پر نہ صرف مسلم معاشروں بلکہ بذات خود اسلام پر اثر انداز ہونے کی ایک مہم میں کروڑوں ڈالروں کی کھپت کر رہا ہے۔''

اب یہ دوبارہ سنیں،

> ''امریکہ بذات خود اسلام کو ہی تبدیل کرنے کی کوشش کر رہا ہے!!!''

بلا کسی جھجک اور شرم کے، وہ بر سر عام یہ بات کہہ رہے ہیں کہ ہم نہ صرف مسلم معاشروں پر اثر انداز ہونا چاہتے ہیں بلکہ خود اسلام کو ہی تبدیل کر دینا چاہتے ہیں! غالباً بنی اسرائیل کے دور میں ان ربّیوں نے جو کہ اللہ کی کتاب کو بدل رہے تھے، اتنا اعلانیہ ایسا کہنے کی جرات نہیں کی ہو گی! یہ برملا طور پر اور بغیر کچھ چھپائے کھلے عام یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ ہم اسلام کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں، ہاں ہم یقینا ایسا کرنا چاہتے ہیں!!! (العیاذ باللہ)

آگے چل کر اسی آرٹیکل میں لکھا ہے:

> ''کم از کم دو درجن ممالک میں، واشنگٹن نے ایسے اسلامی ریڈیو اور ٹی وی پروگراموں، مسلم سکولوں کے تعلیمی نصابوں، مسلم تھنک ٹینکس، سیاسی ورکشاپس یا دیگر پروگراموں کی خفیہ مالی سرپرستی کی ہے جو معتدل اسلام کی

حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ وفاق کو ملنے والی امداد سے مساجد کی بحالی، قرآن کے قدیم نسخوں کی حفاظت اور اسلامی سکولوں کی تعمیر تک بھی کی جائے گی۔"

سو جیسا کہ ہم یہاں دیکھتے ہیں، اس طرح وہ جدید اسلام کو عام کرنا چاہتے ہیں اور جدید بھی ایسا جیسا وہ کہہ دیں اور اس مذموم منصوبے پر وہ کروڑوں ڈالر خرچ کر رہے ہیں۔

بھائیو اور بہنو، جب ایک مسلمان جو سچا مسلمان ہو جب یہ سنتا ہے کہ غیر مسلم جنہیں اسلام کے بارے میں کوئی شد بد نہیں ہے، جو اللہ کو نہیں مانتے، جو محمد ﷺ کو نہیں مانتے اور نہ ہی قرآن کو اللہ کی کتاب سمجھتے ہیں، جب ایک مسلمان سنتا ہے کہ ایسے لوگ آپ کے دین کو بدل دینا چاہتے ہیں، تو ایسے ہر مسلمان کو غصے سے بھر جانا چاہیے جس کے دل میں اللہ کے لئے ذرا سی بھی محبت ہو!

تمہیں یہ جرات ہوئی کیسے ؟! اور تم ہو کون کہ ہمیں یہ بتاؤ کہ اسلام کیا ہے اور کیا نہیں ہے ؟! حتیٰ کہ صدر بُش مائیک کے آگے کھڑے ہو کر ہمیں اسلام سکھا رہا ہے اور ہمیں اسلام کے متعلق خطبہ دے رہا ہے۔ اس نے 2002 میں ایک خطاب دیا جس میں اس نے بڑے وثوق سے کہا،

> "اسلام ایک ایسا عقیدہ ہے جو دنیا میں بسنے والے اربوں لوگوں کے لیے امن و آشتی کا پیغام لایا اور نسلی تعصب سے بالاتر ہو کر انہیں اخوت میں پرو دیا۔ یہ عقیدہ محبت پر کھڑا ہے نہ کہ نفرت کی بنیاد پر!"

اب یہ بات ہے تو بالکل درست، یعنی کہ واقعی اسلام دنیا بھر کے لوگوں کے لیے امن کا پیغام بن کر آیا اور ہر قسم کے تفاوت سے ہٹ کر اس نے لوگوں کو اسلامی اخوت میں پرو دیا اور یہ دین محبت پر کھڑا ہے نہ کہ نفرت کی بنیاد پر۔ میری مراد یہ ہے کہ یہ بیان کسی حد تک درست ہے لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ "حضرت بش" ہیں کون جو ہمیں یہ بتائیں کہ اسلام کیا ہے اور کیا نہیں ؟ اسے کس نے یہ اختیار دیا کہ وہ اسلام کے لئے بات کرے ؟؟

سبحان اللہ! اس موقع پر ہم نے دیکھا کہ کچھ مسلمان بہت خوش تھے اور فخر محسوس کر رہے تھے کہ بُش نے اسلام کے بارے میں اس طرح بات کی ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ معاملہ کفار کے غرور اوران کا مسلمانوں کو کم مایہ سمجھنے کے انداز کی غمازی کرتا ہے، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں کسی کی ضرورت ہے جو ہمیں بتائے کہ اسلام کیا ہے اور کیا نہیں ہے۔ بلکہ یہ ترس کھانے والا انداز بعض غیر مسلم تبصرہ نگاروں سے بھی چھپا نہ رہا، ان میں سے ایک نے نہایت طنزیہ انداز میں کہا،

> ''یوں لگتا ہے کہ سیاسی قیادت نے بحیثیت اجتماعی فوری طور پر اسلامی علوم میں پوسٹ گریجویٹ کی ڈگری حاصل کر لی ہے جس نے انہیں اس قابل بنا دیا ہے کہ اب وہ عوام کو اسلام کی حقیقت کے بارے میں لیکچر دے سکتے ہیں۔''

خیال رہے کہ رینڈ سولہ سو ملازمین پر مشتمل ایک غیر منافع بخش ادارہ ہے جو امریکی ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ کو تجزیے فراہم کرتا ہے۔ لہٰذا یہ پینٹاگون سے منسلک ہے۔ اور یہ حال ہی میں کچھ عرصے سے ''قلوب اور اذہان کی جنگ'' کے مسئلے کو خاص اہمیت اور توجہ دینے لگا ہے اورانھوں نے اس موضوع پر کئی پرچے شائع کیے ہیں۔ اپنی اس گفتگو کے دوران میں ان کی اشاعتوں میں سے کچھ اقتباسات سامنے لاتا رہوں گا۔

رینڈ کی تیار کردہ ایک رپورٹ جس کا عنوان ہے 'مہذب جمہوری اسلام' (Civil Democratic Islam- سول ڈیموکریٹک اسلام)، سے کچھ اقتباسات ملاحظہ ہوں۔ یہ رپورٹ شیرل برنارڈ (Sheryl Bernard) کی تیار کردہ ہے جو کہ ایک یہودی ہے اور ایک مرتد سے شادی شدہ ہے، اس سے بدتر اور کیا ہو سکتا ہے! اس کا شوہر زلمے خلیل زاد ہے، جو ایک مرتد ہے بشرطیکہ اگر وہ کبھی مسلمان رہا ہو۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں، امریکی انتظامیہ میں اس کے پاس بعض بہت اعلیٰ عہدے رہے۔ یہ اقوام متحدہ، عراق اور افغانستان میں امریکی سفیر رہ چکا ہے، سو وہ ہمیشہ ہی اسے کسی حساس عہدے پر مامور کرتے ہیں۔

تو یہ شیرل برنارڈ اسی کی بیوی ہے جس نے رینڈ کے لئے 'سول ڈیموکریٹک اسلام' نامی رپورٹ تیار کی۔ اس رپورٹ کے عنوان سے آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ کس قسم کا اسلام چاہتے ہیں! کیسا اسلام ہے جو وہ ہم پر مسلط کرنا چاہتے ہیں! اور یہاں تک کے وہ اس حد تک جانے کے لئے بھی تیار ہیں کہ ہمارے ملکوں میں اپنی فوجیں بھیجیں جو ہم پر ان کا تیار کردہ اسلام تھوپ سکیں

جس کی ہمیں اتباع کرنی چاہیے۔ بھائیو، تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہی خاص ہیں، مسلمانوں کو اس تفاخر اور تکبر کے خلاف متحد ہو کر اٹھ کھڑے ہونا چاہیے!

اس کی کچھ تجاویز ملاحظہ فرمائیں جو وہ اعتدال پسند مسلمانوں کے حوالے سے اپنے ذہن میں رکھتی ہے:

**"ان (اعتدال پسندوں) کی تحریروں کو چھاپ کر سستے داموں تقسیم کیا جائے۔"**

اس سے قبل کہ میں اپنی گفتگو میں آگے بڑھوں یہ جان لینا بہت ضروری ہے کہ ان کے ہاں اعتدال پسند مسلمان کا کیا مطلب ہے؟ خیر انہوں نے یہ واضح کرنے کے لئے کہ کون اعتدال پسند مسلمان ہے اور کون نہیں ہے، ایک فہرست بھی فراہم کر رکھی ہے، اور انہوں نے اس پر بڑی دقت سے کام کیا ہے! تو آیئے دیکھتے ہیں کہ ان کے مطابق اعتدال پسند مسلمان کون ہے۔

**'اعتدال پسند مسلمانوں کی خصوصیات'**(Characteristics of Moderate Muslims **-کیریکٹراسٹکس آف ماڈریٹ مسلمز**) رینڈ ہی کا شائع کردہ ایک پرچہ ہے۔ (یعنی اس سے ہم ان نام نہاد اعتدال پسند مسلمان کے بارے میں جانیں گے جو وہ تیار کرنا چاہتے ہیں۔)

# اعتدال پسند مسلمانوں کی خصوصیات

**1 جمہوریت:**

لہٰذا ایک اعتدال پسند مسلمان وہ ہے جو جمہوریت اور جمہوری نظام پر یقین رکھتا ہے۔

اب کچھ مسلمان جو جمہوریت کو اپناتے ہیں ان کا طرز استدلال یہ ہے کہ اسلام کا نظام شوریٰ جمہوریت ہی کے جیسا ہے لہٰذا ہم بطور مسلمان 'جمہوریت' کی اصطلاح استعمال کر سکتے ہیں، (اصطلاح چاہے ہم جمہوریت کی استعمال کر رہے ہیں لیکن) حقیقت میں اسلامی نظام شوریٰ پر ہی ہمارا یقین ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جب ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو یہ بات مغرب کے لئے زیادہ پُر کشش ہے کیونکہ وہ اسلامی نظام شوریٰ کو نہیں سمجھتے۔ میں آپ کے سامنے وہ بیان کر رہا ہوں جس پر بعض مسلمانوں کا یقین ہے اور

جو وہ کہتے ہیں۔ اور وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اپنے آپ کو جمہوریت لانے کے کوشاں افراد باور کروانے سے وہ مغرب کی امداد اور معاونت حاصل کر سکتے ہیں جس سے وہ عالم اسلام میں موجود آمریت کا صفایا کر سکیں لیکن ان مسلمانوں کے اس طرز عمل سے کچھ تشویشناک مسائل پیدا ہو رہے ہیں، کیونکہ:

۱) جمہوریت اسلامی نہیں ہے، جمہوریت ایک نظام ہے اور اسلام ہمارے لئے ایک بالکلیہ مختلف نظام لے کر آیا ہے۔ اور در حقیقت بہت تھوڑے ایسے ہیں جو اسلامی ریاست اور اس کے نظامِ شوریٰ پر یقین رکھتے ہیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جو شوریٰ ہے اسے اس کے نام سے ہی پکارا جانا چاہیے جو یہ حقیقتاً ہے نہ کہ جمہوریت کے نام سے۔ یہ پہلا نکتہ ہے۔

۲) اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اصطلاحات کے ہیر پھیر سے ہم مغرب کو دھوکہ دے لیں گے اور بالآخر اسلامی ریاست اور اس کا نظام شوریٰ نافذ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو یہ محض ایک سراب ہے کیونکہ رینڈ جیسے اداروں نے بڑی تفصیل کے ساتھ جمہوریت کی تعریف بیان کی ہے جو وہ ایک اعتدال پسند مسلمان سے توقع کرتے ہیں کہ اپنے معاشروں اور ملکوں میں لے کر آئے گا۔

۳) جمہوریت سے ان کی کیا مراد ہے، رینڈ کی ایک رپورٹ سے ایک اقتباس ملاحظہ کریں،

”جمہوریت کے ساتھ آپ کی وابستگی اور جڑنا عین ویسا ہو جیسا آزاد مغربی روایات میں سمجھا جاتا ہے۔“

لہٰذا آپ مغرب سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ مجھے جمہوریت نہ سمجھاؤ کیونکہ میں اسے اسلام کے نقطہ نظر سے سمجھتا ہوں۔ نہیں! یہ (مغرب کے لئے) تسلی بخش بات نہیں ہے! وہ اس امر میں بالکل واضح اور دوٹوک ہیں کہ ایسا کسی صورت قابل اطمینان نہیں کہ کوئی اپنے تئیں اعتدال پسند کہلاتا ہو اور جمہوریت کو اسلام سے سیکھتا ہو، وہ تو یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ جمہوریت کو عین اس طرح سمجھا جائے جیسے آزاد مغربی روایات میں جمہوریت کو سمجھا جاتا ہے!

اور اسی رپورٹ میں مزید کہتے ہیں،

”جمہوریت کی حمایت کا (سادہ سا) مطلب یہ ہے کہ اسلامی ریاست کے تصور کی مخالفت کی جائے۔“

لہٰذا ایک اعتدال پسند مسلمان وہ ہے جو ایک ایسے جمہوری نظام میں یقین رکھتا ہے جو اسلامی ریاست کے تصور سے مخالف ہے!

آگے چل کر اسی رپورٹ میں لکھا ہے،

> ''اوپر کی ساری گفتگو سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کسی بھی جماعت کا اپنے آپ کو اس لحاظ سے جمہوری قرار دینا کہ وہ انتخابات کی حمایت بطور ایک ایسی سواری کر رہی ہو جس پر سوار ہو کر حکومت قائم کی جا سکے، جیسا کہ حالیہ مصری تنظیم اخوان المسلمین کا معاملہ ہے، کافی نہیں ہے۔''

## 2 غیر فرقہ وارانہ ماخذ قانون کو ماننا:

اس اعتدال پسند مسلمان کی دوسری بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ 'قانون کے غیر فرقہ وارانہ ماخذ کو مانتا ہے'۔ (یعنی وہ کسی ایسے ماخذ کے نہیں مانتا جو ان کے خیال میں فرقہ وارانہ ہو۔)

اس بات کا سادہ سا مطلب یہ ہے کہ آپ بخوشی اور اعلانیہ اپنے جیسے انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کے مطیع ہو جائیں اور وہ اس رپورٹ میں کہتے ہیں،

> ''اعتدال پسند مسلمانوں اور انتہاء پسند اسلامیان کے درمیان خط تقسیم یہ ہے کہ آیا شریعت کا نفاذ ہونا چاہیے یا نہیں۔''

لہٰذا ان کی تعریف کے مطابق ایک ایسا مسلمان جو اللہ کی زمین پر اللہ کا قانون چاہتا ہو وہ انتہاء پسند ہے اور اعتدال پسند مسلمان وہ ہے جو فرانسیسی قانون، برطانوی قانون یا بین الاقوامی قانون، یا پھر کوئی بھی ایسا قانون جو انسان کا بنایا ہوا ہو، اسے ماننے کے لئے تیار ہے۔

## 3 عورتوں اور مذہبی اقلیتوں کے حقوق کا احترام:

ایک اعتدال پسند مسلمان کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ 'عورتوں اور مذہبی اقلیتوں کے حقوق کا احترام' کرتا ہو۔

اب ہم تو عورتوں کے حقوق پر بھی یقین رکھتے ہیں اور مذہبی اقلیتوں کے حقوق پر بھی یقین رکھتے ہیں، اگر ان کی تعریف کے مطابق نہیں۔ ان کی تعریف کے مطابق اگر کہیں کوئی اسلامی ریاست ہو جو حجاب کو لازمی قرار دیتی ہے تو یہ انتہاء پسندی ہے۔ اگر یہ ریاست عیسائیوں اور یہودیوں سے جزیہ (ٹیکس) وصول کرتی ہے تو بھی وہ انتہاء پسند ہے!

## 4 دہشت گردی اور ناجائز تشدد کی مخالفت:

اور پھر ایک اعتدال پسند مسلمان کی چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ وہ 'دہشت گردی اور ناجائز تشدد کی مخالفت' کرتا ہے۔

(اب مصیبت یہی ہے کہ جب کوئی شخص یا نظام اللہ کے مد مقابل کھڑا ہوتا ہے تو اصطلاحات کے مفاہیم وضع کرنا بھی وہ اپنا ہی حق سمجھتا ہے۔ اب بندہ پوچھے کہ کون حضرت انسان ہوں گے جو دہشت گردی اور ناجائز تشدد کی مخالفت نہیں کرتے ہوں گے، لیکن مسئلہ یہاں صرف دہشت گردی اور ناجائز تشدد کی مخالفت کرنا نہیں بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ جسے وہ دہشت گردی کہہ دیں اسے آپ بھی دہشت گردی مانو اور جس تشدد کو وہ ناجائز ٹھہرا دیں اسے آپ بھی ناجائز سمجھو۔ مترجم)

لہٰذا ایک ایسا مسلمان جو اپنی سرزمین کا دفاع کرے، وہ مسلمان جو غاصبوں کا قبضہ ماننے سے انکار کر دے، وہ مسلمان جو اللہ کی زمین پر اللہ کے احکامات کے مطابق رہنا چاہے، وہ انتہاء پسند ہے۔ اور دوسری طرف اعتدال پسند مسلمان وہ مسلمان ہے جو امریکی فوج کو دعوت دے کہ آکر اس کی سرزمین پر حملہ کرے، انسانوں کے بنائے قوانین کی خوشی سے پیروی کرے، اور اس کے دامن میں ذرہ بھر غیرت اور خودی نہ ہو کہ وہ ظلم کے خلاف اپنا دفاع کر سکے۔ یہ ہے ایک اعتدال پسند مسلمان!

لہٰذا آپ دیکھتے ہیں کہ ان کی تعریف کے مطابق جو اعتدال پسند مسلمان ہے وہ حقیقت میں ایک غیر مسلم ہے! کیونکہ اعتدال پسند مسلمان ہونے کی جو چار خصوصیات وہ گنواتے ہیں، وہ کفر ہے اسلام نہیں! تو میں اپنی اگلی گفتگو میں ایسے مسلمان کو اعتدال پسند مسلمان نہیں کہوں گا، بلکہ میرے خیال میں ایک زیادہ مناسب اصطلاح 'رینڈ مسلمان' (Rand Muslim) ہے۔

پھر ان کے پاس ایک سوالنامہ بھی ہے جو انہوں نے اس لئے تیار کیا ہے تاکہ کسی مسلمان کو دیں کہ وہ اس کے جواب دے اور پھر اس کی بنیاد پر وہ اُس کی بطور اعتدال پسند یا انتہاء پسند گروہ بندی کریں، سبحان اللہ، آپ اس میں تکبر اور رعونت بآسانی دیکھ سکتے ہیں اور مسلمانوں کے لئے جو ترس کھانے والا رویہ وہ رکھتے ہیں، یہاں وہ ہمارے عقیدے کا امتحان لے رہے ہیں، ہمارے ایمان کا امتحان لے رہے ہیں اور پھر وہ ہمیں نمبر دے رہے ہیں!

سوالنامہ یہ ہے:

**"کیا گروہ یا فرد تشدد کی حمایت کرتا ہے یا اس سے اغماض برتتا ہے، اگر یہ اس وقت اس کی حمایت نہیں کرتا یا اس سے اغماض نہیں برتتا تو کیا کبھی ماضی میں اس نے اس عمل کی حمایت کی یا اس سے اغماض برتا؟"**

گویا اگر آپ اس وقت تشدد کے خلاف بول بھی رہے ہیں تو بھی یہ آپ کو نہیں چھوڑیں گے (اگر آپ نے ماضی میں کبھی اس کی حمایت کی تھی یا اس سے اغماض برتا تھا تو!) اگر آپ کے ماضی میں تشدد کا کوئی تعلق رہا تھا تو آپ اس کے لئے ذمہ دار ٹھہرائے جائیں گے۔

اگلا سوال ہے:

**"کیا یہ (فرد یا گروہ) جمہوریت کی حمایت کرتا ہے، اگر کرتا ہے تو کیا یہ اسے وسیع تر معنوں میں (انفرادی) انسانی حقوق کے اعتبار سے سمجھتا ہے؟"**

اس سے اگلا سوال:

**"کیا یہ بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ انسانی حقوق کی حمایت کرتا ہے؟"**

اگلا سوال:

**"کیا یہ (فرد یا گروہ اس معاملے میں) کوئی استثنائی صورت سمجھتا ہے؟ مثال کے طور پر دین میں آزادی کے بارے میں"**

لہٰذا اگر آپ ارتداد کی حد کا قانون نافذ کرنا چاہتے ہیں تو یہ انتہاء پسندی ہے!

**"کیا یہ (زیر بحث فرد یا گروہ) تسلیم کرتا ہے کہ دین تبدیل کرنا ہر انسان کا انفرادی حق ہے؟"**

چنانچہ اگر کوئی مسلمان یہودی بننا چاہتا ہے، اگر کوئی مسلمان عیسائی بننا چاہتا ہے، اگر کوئی مسلمان گائے یا بندر یا سانپ کی پرستش کرنا چاہتا ہے، تو انہیں ایسا کرنے کا حق حاصل ہونا چاہیے! اگر ایک مسلمان جو سیدھے راستے پر ہدایت یافتہ تھا اور مسلمان ہونے کی وجہ سے معزز تھا اور وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو پہچانتا تھا اور محمد ﷺ کی اتباع کرتا تھا، اگر ایسا شخص جس پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کرم کیا ہوا تھا، اس کے بعد اب گائے کی پرستش کرنا چاہتا ہے تو اسے ایسا کرنے کا حق ہونا چاہیے!

اگلا سوال ہے:

**"کیا یہ (فرد یا گروہ) سمجھتا ہے کہ ریاست کو جرائم کے ضمن میں شرعی قوانین کا نفاذ کرنا چاہیے؟"**

لہٰذا حدود کا نفاذ نہیں ہونا چاہیے!

**"کیا یہ (فرد یا گروہ) سمجھتا ہے کہ ریاست کو شہری معاملات کے ضمن میں شرعی قوانین کا نفاذ کرنا چاہیے؟"**

مثال کے طور پر شادی کے مسائل یا تعدد ازدواج (ایک وقت میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنا) سے متعلق شرعی قوانین۔

”یا یہ (فرد یا گروہ) سمجھتا ہے کہ شریعت کے علاوہ (دیگر قوانین کے) کے انتخاب کا اختیار ہونا چاہیے؟“

سبحان اللہ! یہاں ہم کس چیز کی بات کر رہے ہیں؟! ہم کیا سبزیوں کے بازار میں آلو اور پیاز خریدنے کی بات کر رہے ہیں (کہ اپنی مرضی کر سکیں)؟! آپ شریعت کے علاوہ (دیگر قوانین کے) کے انتخاب کے اختیار کی کیا بات کر رہے ہیں؟ دنیا کا کوئی بھی ملک قانون کے معاملے میں آپ کو انتخاب کا اختیار نہیں دیتا۔ ہر معاملے کے لئے بس ایک قانون ہوتا ہے۔ اور یہاں یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں (شریعت کے علاوہ مختلف قوانین میں سے) انتخاب کرنے کا اختیار دیں۔ چنانچہ آپ عدالت میں جاتے ہیں تو آپ کو ایک کثیر الانتخاب سوالنامہ دیا جاتا ہے کہ 'آپ کس قانون کی پیروی کرنا چاہتے ہیں؟'!!!

(اللہ کی زمین پر رہتے ہوئے آپ کو صرف ایک اسی کا قانون ماننا ہوگا، ہر معاملے کے حوالے سے صرف ایک ہی قانون ہے۔ کفار چاہتے ہیں کہ اس معاملے میں ہم لچک دکھائیں اور یہاں ہر کسی کو اپنے بنائے ہوئے یا اس کے جھوٹے معبود کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق زندگی گزارنے کا مجاز سمجھیں۔ مترجم)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (النساء: 65)

”سو قسم ہے تیرے رب کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک وہ اپنے باہمی جھگڑوں میں تمہیں آپ کو منصف نہ مان لیں، اور پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں تو اس سے اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں اور پوری طرح تسلیم کر لیں“

کوئی مسلمان (کہلانے والا) مسلمان نہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کے قانون کو نہیں مانتا۔ کوئی مسلمان (کہلانے والا) مسلمان نہیں اگر وہ اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کو ماننے سے انکار کر دیتا ہے۔

اور پھر یہ سوالنامہ آگے چل کر کہتا ہے:

**"کیا یہ (فرد یا گروہ) سمجھتا ہے کہ مذہبی اقلیتوں کے ارکان کو بھی ویسے حقوق کا حقدار ہونا چاہیے جیسے حقوق مسلمانوں کو حاصل ہیں؟ کیا یہ سمجھتا ہے کہ کسی مذہبی اقلیت سے تعلق رکھنے والا فرد کسی مسلم اکثریت والے ملک میں اعلیٰ سیاسی عہدے پر فائز ہو سکتا ہے؟"**

اور اس سوال پر ہمارا جواب "نہیں" ہے، وہ کسی اعلیٰ عہدے پر فائز نہیں ہو سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ﴾ (آل عمران: 118)

"اے ایمان والو! اپنوں کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو رازدار نہ بناؤ، وہ تمہاری تباہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتی جو چیز تمہیں مشکل میں ڈالے اسے وہ پسند کرتے ہیں،' کینہ ان کی زبانوں سے ظاہر ہو چکا ہے اور جو ان کے سینوں میں چھپا ہے وہ اور بڑھ کر ہے، ہم نے تم پر احکام واضح کر دیے ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو تو"

سو یہ آیت ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ہم یہودیوں یا اور عیسائیوں کو بطانۃ (رازدار) بنائیں، مشیر بنائیں، یا اعلیٰ عہدوں سے نوازیں۔

سوالنامہ مزید بیان کرتا ہے کہ:

**"کیا یہ (فرد یا گروہ) سمجھتا ہے کہ مذہبی اقلیتوں کے ارکان کسی مسلم اکثریتی ملک میں اپنے عقیدے کے مطابق ادارے بنا اور چلا سکتے ہیں؟"**

اس ضمن میں اسلامی قانون یہ ہے کہ وہ اپنے پہلے سے بنی یہودی عبادت گاہوں اور گرجا گھروں کو تو رکھ سکتے ہیں لیکن اہلِ ذمّہ سے متعلق قوانین کے رو سے وہ نئے معبد تعمیر نہیں کر سکتے۔

اور پھر اگلا سوال:

**"کیا وہ (فرد یا گروہ) کسی ایسے قانونی نظام کو مانتا ہے جس کی بنیاد غیر فرقہ وارانہ قانونی اصول ہوں؟"**

مختصر یہ کہ یہ سب کچھ سراسر کفر پر مبنی ہے! یہ ہے وہ پلندہ جو اُن کے نزدیک کسی کو اعتدال پسند مسلمان بناتا ہے!

ہم اب واپس شیرل برنارڈ کی تجاویز کی طرف چلتے ہیں، اس کی پہلی تجویز یہ ہے کہ:

**"ہمیں رینڈ مسلمانوں کی تحریروں کو چھپوا کر سستے داموں تقسیم کرنا چاہیے۔"**

یہ جھوٹ کو پھیلانے کے لئے ہے!

اس کی اگلی تجویز ہے کہ:

**"ان (رینڈ مسلمانوں) کی عوام اور نوجوانوں کے لئے لکھنے پر حوصلہ افزائی کی جائے۔"**

کیونکہ وہ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ اسلامی دنیا میں مسلمان عوام سچائی کو واضح طور پر سمجھ سکتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ کون ان کے لئے بولتا ہے اور کون نہیں۔ اور وہ یہ بھی بہت اچھے طریقے سے سمجھتے ہیں کہ ان کے لئے سب سے بڑا خطرہ نوجوان ہیں کیونکہ نوجوان ہی ہمیشہ حق کے لیے سینہ سپر ہوتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے جب بتوں کو توڑا تھا تو وہ ایک نوجوان تھے۔ اور ہمیں سورۂ کہف میں غار والوں (اصحابِ کہف) کے قصّے سے یہ معلوم ہے کہ غار میں پناہ لینے والے وہ آدمی بھی نوجوان ہی تھے۔ اور ہمیں سیرت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی تابعین صحابہ بھی نوجوان ہی تھے۔ لہٰذا اب وہ (شیرل) نوجوانوں کی گمراہی اور انحراف کا بندوبست کرنے کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے!

اس کی اگلی تجویز ہے:

**"ان (رینڈ مسلمانوں) کے نظریات کو اسلامی تعلیم کے نصاب میں متعارف کروایا جائے۔"**

اور اس سمت میں وہ پہلے ہی وہ بعض ٹھوس اقدامات اٹھا چکے ہیں۔ وہ بہت سارے مسلم ممالک میں اس حوالے سے تعلیمی نصاب کا بیڑہ غرق کر چکے ہیں۔ کتابوں سے پورے پورے ابواب غائب کر کے تبدیل کر دیے گئے ہیں۔ ایسی کوئی بھی چیز جو جہاد کے بارے میں، حدود کے بارے میں یا اللہ کے قوانین کے بارے بات کرتی ہو اسے سرے سے ہی خارج از نصاب کر دیا گیا ہے!

اگلی تجویز ملاحظہ ہو:

**"متعلقہ ممالک کے میڈیا اور نصاب میں مسلمانوں کی قبل از اسلام اور غیر اسلامی ثقافت سے آگاہی پیدا کرنے کے عمل کو آسان بنایا جائے اور اس کی حوصلہ افزائی کی جائے۔"**

گویا، بہ امر مثال، اب ہم فرعونی تہذیب کو زندہ کریں۔ ہم فراعین کے بارے میں بات کریں اور انہیں ایک مثبت انداز میں پیش کریں۔ ان کی تہذیب و ثقافت اور ان کی کامیابیوں اور ان پرانے وقتوں میں انہوں نے جو ترقی کی اور جو کارنامے انجام دیے، ہم ان سب پر گفتگو کریں۔ اسلامی تہذیب کے بارے میں بات ہونے کی بجائے یہ سب سامنے آئے! ہم قبل از اسلام کی معاشروں کی تہذیب و ثقافت کو دوبارہ زندہ کریں! لہٰذا ہم قبل از اسلام والے عرب اور عرب قومیت پرستی کے بارے میں بات کریں! ہم شمالی افریقہ کے بربروں کی تاریخ کے بارے میں بات کریں۔ اور ہم الشام (سوریا) کی رومی اور یونانی تاریخ کے بارے میں بات کریں۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب کے آثار قدیمہ کے ماہرین کو مشرق وسطیٰ کی قبل از اسلام تاریخ میں اچھی خاصی دلچسپی لیتا ہوا دیکھتے ہیں۔ وہ 'میسوپوٹیمیا' Mesopotamia (عراق کا پرانا نام) اور فراعین کے وقت کے مصر کے بارے میں بہت زیادہ بات چیت کرتے ہیں۔

ہمیں اس (سازش) سے آگاہ رہنا چاہیے اور اپنی قبل از اسلام تاریخ کے بارے کسی قسم کے فخر میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے! یہ سب جاہلیت تھی اور کسی صورت بھی یہ تہذیب کہلانے کی بھی حقدار نہیں کیونکہ یہ تہذیب تھی ہی نہیں! یہ جہنم کا راستہ ہے اور نری تاریکی بلکہ تاریکی پر تاریکی!! اور فرعون برائی کی علامت ہے اور اسے کسی صورت بھی اچھا بنا کر پیش نہیں کیا جا سکتا۔

جب ایک دفعہ نبی ﷺ کا اپنے صحابہ کے ساتھ دیار ثمود (ثمود کی جائے رہائش) کے پاس سے گزر ہوا اور کچھ صحابہ نے اندر جانا چاہا تو آپ ﷺ نے ان کو اجازت نہ دی۔ کیوں؟ تاکہ وہ صحابہ ان باقیات میں جو دیکھیں تو کہیں اس سے متاثر نہ ہو جائیں اور آپ ﷺ نے ان سے کہا:

''لا تدخلوا علیھم الا ان تکونوا باکین''

''ان (کی باقیات) میں داخل نہ ہونا مگر صرف اس طرح کہ تم رو رہے ہو (اس انجام کی وجہ سے جو اُن پر نازل ہوا) ''

اسے عبرت کے طور پر لیا جانا چاہیے۔ اور جب انہوں (صحابہ) نے ثمود کے کنویں سے پانی نکالا اور اس سے آٹا گوندھا، تو نبی ﷺ نے (خبر ہونے پر) انہیں فرمایا کہ یہ آٹا اپنے جانوروں کو کھلا دیں اور خود اس میں سے مت کھائیں اور نہ ہی اہلِ ثمود کے کنویں سے پانی پئیں۔ یہ ہمارے اوراِن کفار کے درمیان ایک حد قائم کرنے کے لئے تھا۔

اس کی اگلی تجویز ہے کہ:

**''صوفیت کی تشہیر اور مقبولیت کی حوصلہ افزائی جائے۔''**

لہٰذا وہ چاہتی ہے کہ تصوف کو عام کیا جائے، اس وجہ سے نہیں کہ اسے تصوف سے کوئی شغف ہے بلکہ جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں اِس کے موقف کی وجہ سے، اِس کی عدم جارحیت کی وجہ سے۔ لیکن کیا وہ عمر مختار یا بر صغیر اور شمالی افریقہ میں چلنے والی کچھ اسلامی تحریکوں کے تصوف کو رائج کرنا بھی پسند کریں گے ؟؟؟

اور پھر ''بنیاد پرستوں سے نمٹنا اور ان کی مخالفت کرنا'' کے عنوان کے تحت اُس کے پاس کچھ تجاویز ہیں۔

پہلی تجویز یہ ہے کہ:

**''ان (بنیاد پرستوں) کے غیر قانونی گروہوں اور سرگرمیوں سے روابط ظاہر کیے جائیں۔''**

پھر،

"ان کی پر تشدد سرگرمیوں کے نتائج کی تشہیر کی جائے۔"

اب دوران جنگ لوگ مارے جاتے ہیں اور اُن میں سے کچھ معصوم و بے گناہ بھی ہوتے ہیں، یہ جنگ کی فطرت ہے۔ لیکن مسلمانوں کا یہ خاصہ ہے کہ وہ دوران جنگ معصوم لوگوں کے قتل سے اجتناب کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اور اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ جہاد فی سبیل اللہ سے متعلق انتہائی سخت قوانین وضع کر چکے ہیں۔ مثال کے طور پر نہ لڑنے والی عورتوں، بوڑھوں، اور مذہبی پیشواؤں کو قتل کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی درختوں اور فصلوں کو جلانے یا کاٹنے کی اجازت ہے، وغیرہ۔

لیکن وہ یہاں جو بات کر رہی ہے وہ یہ ہے کہ انہیں کچھ ایسے واقعات جو مجاہدین فی سبیل اللہ کی جانب سے غیر ارادی طور پر واقع ہو جاتے ہیں، جیسے بعض بے گناہ لوگ (اُن کے ہاتھوں) مارے جائیں گے، تو ایسے واقعات کو لے کر خوب پروپیگنڈا شروع کر دینا چاہیے اور اور بات کا بتنگڑ بنا دینا چاہیے (یعنی کچھ حقیقت ہو نہ ہو ساتھ اچھے خاصے جھوٹ کی آمیزش کر کے بات خوب پھیلائی جائے)۔ لیکن جب امریکی فوج قتل و غارت کرے اور پوری کی پوری رہائش گاہوں پر بم برسائے اور ان میں موجود سب عورتوں، بچوں اور بزرگوں کو مار ڈالے، تو اسے نظر انداز کر دیا جائے اور اس کا ذکر بھی نہ کیا جائے، اور اسے بھلا دیا جائے، اور اگر یہ بات دنیا کے سامنے ظاہر ہو بھی جائے تو وہ اس کے لئے کوئی عذر تلاش کر لیں گے! تاہم، اگر اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے مسلمانوں سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے یا کوئی غیر ارادی حادثہ رونما ہو جائے تو وہ اس بات کو خوب اچھالیں اور حد سے زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کریں۔ اور ہم (مسلمان) ہمیشہ ہی ایسا ہوتا دیکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ اب یہ بات لوگوں کے ذہن میں نقش ہو چکی ہے کہ مسلمان پر تشدد لوگ ہیں جنہیں بے گناہ انسانوں کے حقوق کا کسی بھی حوالے سے کوئی لحاظ نہیں ہے۔ کیوں؟ کیونکہ یہ مغربی میڈیا کا پھیلایا ہوا ایک مغالطہ ہے، یہ مغرب کا ایک ایجنڈا ہے؛ کہ مسلمانوں کو ایسی شکل میں پیش کیا جائے۔ لیکن کوئی بھی معقول انسان جس میں رتی بھر بھی عقل ہو واضح طور پر دیکھ سکتا ہے کہ اصل میں تو یہ امریکہ ہے جو عراق، افغانستان، صومالیہ وغیرہ میں بے گناہوں کو قتل کر رہا ہے اور مسلم آبادیوں کے علاقوں میں (حربیوں اور غیر حربیوں کا فرق کیے بغیر) بے دریغ بم پھینک رہا ہے۔

عراق پر جنگ مسلط کرنے سے قبل اس پہ لگائی جانے والی معاشی پابندیوں کی وجہ سے دس لاکھ سے زیادہ لوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے اور اب عراقیوں کی ایک پوری نسل ہے جو ان پابندیوں کی وجہ سے غربت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے اور ان پابندیوں کی وجہ سے بہت سی بیماریوں کا پھیلاؤ ہو چکا ہے۔

اس کی اگلی تجویز ہے کہ:

"بنیاد پرستوں، انتہاء پسندوں اور دہشت گردوں کی کسی بھی پر تشدد کارنامے کے لئے کسی بھی قسم کے احترام یا تعریفی کلمات کا اظہار کرنے سے اجتناب کیا جائے۔"

اور پھر یہ دیکھیے کہ وہ کیا کہہ رہی ہے:

"انہیں (دنیا کے سامنے) خلل زدہ اور بزدل لوگوں کے طور پر پیش کیا جائے، شر انگیز بہادروں کے طور پر نہیں۔"

بعض اوقات آپ اپنے دشمن کی کسی خاص خوبی کی وجہ سے اس کے لئے بھی احترام کا اظہار کرتے ہیں، مثال کے طور پر مغرب صلاح الدین کی شجاعت اور بہادری کے لئے اپنی تعریف اور مدح کو نہ چھپا سکا! تاریخ میں ایسا ہمیشہ ہوتا رہا ہے کہ قوموں اور لوگوں کے درمیان جنگیں بھڑکتی رہیں تاہم دشمن دوسرے فریق کے لئے کچھ احترام اور تعریف کا اظہار بھی کر لیتے۔ مثلاً کچھ مخصوص ادوار میں لوگ یوں کہتے رہے، "ہاں یہ سچ ہے کہ وہ ہمارے دشمن ہیں لیکن ہمیں بہر حال سچ بولنا چاہیے، وہ بہت حوصلہ مند ہیں۔" یا پھر "ہاں یہ سچ ہے کہ وہ ہمارے دشمن ہیں لیکن پھر بھی ان کی بات بھی معنی رکھتی ہے۔" اور اسی قسم کی باتیں۔

لیکن برنارڈ کے مطابق انہیں اپنے دشمن کے لئے ایسی تعریف کا اظہار نہیں کرنا چاہیے، یہاں تک کہ انہیں "شر انگیز بہادروں" کے طور پر بھی پیش نہیں کرنا چاہیے! اور پھر اُس نے خاص طور پر اس بات کا تقاضا کیا ہے اُنہیں خلل زدہ اور بزدل لوگوں کے طور پر پیش کیا جائے۔ اور اس "بزدلی" کے متعلق ہم بار بار سنتے چلے آرہے ہیں۔ اور مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہے کہ کچھ مسلمان بھی طوطوں کی طرح اس الزام کو دہرا رہے ہیں۔ سبحان اللہ، مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ ایک اسرائیلی فوجی جس نے بلٹ پروف جیکٹ پہن رکھی ہے، سر کو سٹیل کے ہیلمٹ سے ڈھانک رکھا ہے اور مورچوں میں اپنے آپ کو چھپا رکھا ہے فلسطینی

بچوں کے پھینکے گئے پتھروں سے بھاگ جاتا ہے اور وہ پھر بھی بہادر ہے! جبکہ وہ فلسطینی بچے جو اسرائیلی فوجی پر دھاوا بولنے کے لیے پوری رفتار سے آگے بڑھتے ہیں، جن کے پاس پتھروں کے علاوہ کوئی اسلحہ نہیں ہے اور جنہوں نے پاجامے اور ٹی۔شرٹ کے علاوہ کچھ بھی نہیں پہنا ہوا، بزدل ہیں! میں اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہوں! اور وہ ''بہادر'' امریکی فوجی جو اپنی آرام دہ بکتر بند گاڑیوں، بریڈلیز اور اسٹرائیکرز، میں بیٹھ کر لڑتے ہیں، اگرچہ کہ عراق کی تپتی گرمیوں میں اپنی بلٹ پروف گاڑیوں کی تہوں کے اندر ابلتے ہوئے، تو وہ ''حوصلہ مند'' ہیں جبکہ وہ عراقی مجاہدین جن کے پاس محدود ہلکے ہتھیاروں اور گوریلا جنگی حربوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے، ''بزدل'' ہیں!

اور جو چیز مجھے بالکل ہی سمجھ میں نہیں آتی وہ یہ کہ ایک شہید جو پوری رضامندی اور خوشی کے ساتھ اپنی جان اللہ کی نذر کرتا ہے، جو خوشی کے ساتھ اپنے انجام کی طرف بڑھتا ہے اور موت کا استقبال مسکراہٹ کے ساتھ کرتا ہے، مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کی آپ ایسے شخص کو کس طرح ''بزدل'' قرار دے سکتے ہیں!

لیکن انہیں یہی قرار دیا گیا ہے۔ اور عالم اسلام میں ان کے طوطے بھی اسی گردان کی تکرار کر رہے ہیں، کہ یہ لوگ بزدل ہیں۔

اور پھر آگے وہ مزید کہتی ہے کہ:

> ''دہشت گرد اور بنیاد پرست حلقوں میں موجود بدعنوانی، منافقت اور اخلاقیات کے منافی معاملات کی تفتیش کے لئے صحافیوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔''

بلکہ اسے واضح طور پر یوں کہنا چاہیے تھا کہ آؤ اُن کے خلاف جھوٹی کہانیاں گھڑتے ہیں اور پھر انہیں عدالتوں میں لے جاتے ہیں اور اِن جھوٹے الزامات کی آڑ میں اُن پر بیہودہ فیصلے عائد کر کے انہیں جیل میں ڈال دیتے ہیں! امریکہ میں امام جمیل امین کو موت کی سزا سنائی گئی کیونکہ ان پر ایک پولیس افسر کو قتل کرنے کا الزام تھا!

حمید ان الترکی، ڈیمور کولوراڈو میں البشیر پبلیکیشنز(اسلامی اشاعتی ادارے) کے سربراہ کو موت کی سزا سنائی گئی کیونکہ ان پر اپنی ملازمہ کے ساتھ زیادتی کرنے کا الزام عائد کیا گیا تھا!

اسی طرح ایک لمبی لسٹ مرتب کی جاسکتی ہے جس میں آپ ان لوگوں کا تذکرہ کرسکتے ہیں جن پر امریکی حکومت نے محض اس لئے جھوٹے الزامات عائد کیے تاکہ اُن کی کردارکشی کی جائے اور اُنہیں منظر سے ہٹایا جاسکے! مثال کے طور پر کیپٹن یی کی کہانی لے لیں، جو کہ گوانتاناموں میں امام تھا۔ اللہ جانتا ہے کہ کیا وجہ تھی کہ اگرچہ وہ ایک امریکی فوجی تھا اور امریکی حکومت کا ملازم اور ان کا طرفدار تھا، کسی وجہ سے وہ بہرحال اسے ناپسند کرتے تھے۔ لہٰذا ابتدا میں انہوں نے اس پر جاسوسی کا الزام لگایا کہ اس نے شام کو خفیہ معلومات دی ہیں۔ جب یہ الزام ثابت نہ ہو سکا، سبحان اللہ، تو اس پر بھلا کیا الزام عائد کیا گیا؟ لیپ ٹاپ میں فحش مواد رکھنے کا الزام! اور جرم یہ تھا کہ یہ لیپ ٹاپ حکومتی ملکیت تھا تو وہ اس میں فحش مواد کیسے رکھ سکتا تھا! پھر اس پر زنا کا الزام بھی لگایا گیا اور اس کے خاندان کو اجاڑنے کی کوشش کی گئی، لیکن آخر میں کوئی بھی الزام ثابت نہ کیا جا سکا اور اس کے خلاف تمام مقدمات ختم کرنے پڑے!

یو ایس نیوز اینڈ ورلڈ رپورٹ کے ایک آرٹیکل میں لکھا ہے کہ،

> ”باہر کے ممالک میں موجود سی۔ آئی۔ اے کے سٹیشنز انتہائی تیزی اور نت نئے انداز میں کام کر رہے ہیں۔ اس میں مجاہد بھرتی مراکز، مجاہدین اور امریکہ مخالف مبلغین کا زور توڑنے کے لئے بھاری رقوم خرچ کرنا بھی شامل ہے۔“

اور مزید یہ لکھا ہے کہ،

> ”اگر آپ ملا عمر کو کسی گلی کے کونے میں ایسی کوئی سرگرمی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو اس کا مقابلہ کرنے کے لئے گلی کے دوسرے کونے میں ملا بریڈلی تیار کر کے کھڑا کر دیں۔“

میں سوچتا ہوں کہ اس وقت عالم اسلام میں ان کے ایسے کتنے ملا بریڈلیز ہوں گے!

اور پھر وہ (شیرل) کہتی ہے:

"بنیاد پرستوں کے درمیان تقسیم اور پھوٹ ڈالنے کی حوصلہ افزائی کی جائے۔"

عزیز بھائیو اور بہنو، ہم صرف امریکہ کی عسکری اور سیاسی جارحیت کا ہی شکار نہیں ہیں بلکہ ہم امریکہ کی دروغ گوئی کا بھی شکار ہیں!

وہ ہمارے بھائیوں کے بارے میں جھوٹ پھیلاتے رہے ہیں، ان پر جھوٹے الزامات عائد کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ ہمارے دلوں میں ان کے لئے نفرت ڈال دیں، اور انہوں نے ہمارے مابین بے اتفاقی کا بیج بو دیا ہے!

اور آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اب وہ برملا "بنیاد پرستوں" کے اتحاد کو توڑنے اور انہیں تقسیم کرنے کی بات کر رہی ہے!

مثال کے طور پر جب بھی کوئی اسلامی جماعت اللہ تعالیٰ کا قانون نافذ کرنے کی کوشش کرتی ہے تو یہ (کفار) کس طرح اس کی ساکھ پامال کرنے کی کوشش کرتے ہیں! اور بدقسمتی سے بہت سے مسلمان اس جھوٹ پر یقین کر لیتے ہیں! کیونکہ وہ مغربی میڈیا کی چال اور امریکی دروغ گوئی میں بری طرح پھنس چکے ہیں۔ ہمیں ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے! ہمیں محتاط رہنے کی ضرورت ہے! اور جب ہمارے مسلمان بھائیوں سے متعلق معلومات کی بات ہو تو پھر تو ہمیں اُن کے ذرائع ابلاغ پر کسی صورت اعتماد نہیں کرنا چاہیے! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا﴾ (الحجرات: 6)

"اگر کوئی فاسق (بدعمل مسلمان) تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو"

آپ کو یہ تحقیق کرنی ہے کہ آیا خبر درست ہے یا نہیں، اور اگر خبر لانے والا فاسق کی بجائے کافر ہو تو؟ لہٰذا جو ہم سنتے ہیں اس کے بارے میں ہمیں انتہائی محتاط ہونے کی ضرورت ہے!

مثال کے طور پر جب طالبان افغانستان پر حکومت کر رہے تھے تو آپ ان کے بارے میں بہت کچھ سن رہے تھے۔ میڈیا میں ان کے بارے میں بے شمار جھوٹ پھیلے ہوئے تھے، اور ایسا اس لئے تھا کہ امت طالبان سے نفرت کرنے لگے۔ ایسا ہمارے درمیان بے اتفاقی کا بیج بونے کے لئے کیا جا رہا تھا۔ اور جب صومالیہ میں اللہ کا قانون نافذ کیا گیا تو میڈیا نے ان کے بارے میں بھی کیا کچھ کہا؟ لہٰذا مسلمانو! ہمیں بہت زیادہ محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔

ہم نے رینڈ رپورٹ میں دی گئی بعض تجاویز پر گفتگو کی اور یہ امر بھی زیر بحث آیا کہ جدت پسندوں یا رینڈ مسلمانوں اور انتہاء پسندوں یا حقیقی سچے مسلمانوں کے درمیان فرق کرنے کے مسئلے سے کس طرح نمٹا جائے۔

اور یہ کوششیں (امریکی اداروں کی طرف سے اس طرح کی تحقیق کا کام) 9/11 سے مسلسل جاری ہے، کہنے کا مطلب یہ نہیں کہ 9/11 سے پہلے اس طرح کی کوئی کوشش نہیں کی جا رہی تھی، لیکن 9/11 نے انہیں کچھ زیادہ اہمیت دے دی۔ اور جیسا کہ میں نے یو ایس نیوز اینڈ ورلڈ رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے ذکر کیا تھا کہ،

> ”911 حملوں کے بعد سے اب تک پے در پے غلط اقدامات اٹھانے کے بعد امریکی حکومت سیاسی محاذ آرائی کی ایک ایسی مہم پر عمل پیرا ہے جو سرد جنگ کے انتہائی اعلیٰ ترین درجے پر ہونے کی وجہ سے بے مثل ہے۔“

لہٰذا ”افکار کی جنگ“ کے اس مسئلے پر زیادہ زور 9/11 کے بعد دیا جانے لگا ہے۔

چنانچہ اسلام کو تبدیل کرنے کے لئے امریکہ کو اپنے انٹیلیجنس، اقتصادی اور افرادی وسائل بروئے کار لاتے ہوئے اب سات سال گزر چکے ہیں، کیا نتائج ہیں؟

بھائیو اور بہنو، اگر سلطنت برطانیہ جو اپنے وقت کی عظیم ترین سلطنت تھی سمندروں پر غلبہ رکھتی تھی تو اس کے مقابل امریکی فوج ہر میدان میں غلبہ رکھتی ہے........زمین، سمندر، ہوا اور خلا!

امریکہ اپنے سے اگلے 14 ممالک کے کل خرچے سے زیادہ خرچ کرتا ہے، اس کا دفاع کی مد میں آنے والا خرچہ پوری دنیا میں اس مد میں ہونے والے خرچ کا تقریباً آدھا ہے۔ اور اسی طرح دفاع کے معاملہ میں کی جانے والی تحقیق اور ترقی پر بھی امریکہ باقی ساری دنیا کے مجموعی خرچے سے بھی زیادہ خرچ کرتا ہے!

چنانچہ امریکہ، جو ہمارے وقت کی مضبوط ترین طاقت ہے، جس کی فوج پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے، اس ساری کوشش پر اربوں خرچ کر رہا ہے، اس سب کے باوجود یہ ابھی تک سچے مسلمانوں کو شکست نہیں دے سکا اور ابھی تک افکار کی اس جنگ کو نہیں جیت سکا!

شبلی تلہامی (Shibli Talhami) جو کہ وائٹ ہاؤس کی طرف سے متعین ایڈوائزری گروپ اور عوامی ڈپلومیسی کا رکن اور بروکنگز انسٹی ٹیوٹ اسکالر ہے، واشنگٹن پوسٹ کے ایک مضمون میں لکھتا ہے کہ،

> ”یہ تو شکست سے بھی بدتر ہے۔ شکست کا مطلب ہوتا ہے کہ آپ نے کوشش کی اور بہتری نہ لا سکے لیکن یہاں تو ۱۱ ستمبر کے تین سال بعد تک آپ کہہ سکتے ہیں کہ صحیح طور پر کوشش ہی نہ کی گئی اور آج امریکہ کے ساتھ عربوں اور مسلمانوں کا جو رویہ ہے اور جس طرح وہ امریکہ پر عدم اعتماد کرتے ہیں یہ تین سال پہلے کی صورتحال سے کہیں بدتر ہے۔ بن لادن آپ سے آپ ہی یہ جنگ جیت رہا ہے۔“

لہٰذا وہ ہار رہے ہیں اور مس برنارڈ اور رینڈ اور پینٹاگون میں موجود ان کے ساتھیوں کو جان لینا چاہیے کہ ان کے منصوبے ناکام ہوں گے کیونکہ اللہ سب سے بہترین منصوبہ ساز ہے! اور وہ ”بنیاد پرست“ اور ”انتہاء پسند“، جنہیں وہ تحقیر اور تضحیک کا نشانہ بناتے ہیں، نہ صرف افغانستان اور عراق میں جیتیں گے بلکہ وہ اپنی پیش قدمی اس وقت تک جاری رکھیں گے جب تک وہ تم یہودیوں کو ارضِ مقدس سے نکال باہر نہ پھینکیں اور یروشلم کے چھتوں پر سیاہ جھنڈا نہ لہرا دیں۔ اِن (کفار) کی کوششیں محض ناکامی ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ﴾ (الانفال: 36)

”بلاشک یہ کافر لوگ اپنے مالوں کو اس لئے خرچ کر رہے ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکیں سو یہ لوگ تو اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہی رہیں گے، پھر وہ مال ان کے حق میں باعثِ حسرت ہو جائیں گے، پھر وہ مغلوب ہو جائیں گے، اور کافر لوگوں کو دوزخ کی طرف جمع کیا جائے گا“

وہ کروڑوں ڈالر خرچ کریں گے لیکن یہ بے ثمر ہو گا! اور بالآخر وہ شکست سے دوچار ہوں گے اور پھر اس کے بعد آخرت میں جہنم کی دہکتی آگ ان کا مقدر بنے گی!

افکار کے محاذ پر ہونے والی جنگ کے نتائج زیادہ اہم ہیں بھائیو اور بہنو! یہ جنگی میدانوں میں مجاہدین کی فتوحات سے زیادہ اہم ہیں۔ مجاہدین جس منہج پر چل رہے ہیں اس پر بات کرنا زیادہ اہم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البروج میں خندق والوں کا جو ذکر کیا ہے تو وہ میدانِ جنگ میں کامیاب نہیں ہوئے تھے، وہ ہار گئے تھے اور وہ مارے گئے تھے۔ بادشاہ نے ان کے لئے خندقیں کھدوائیں اور وہ ان میں زندہ جلا دیے گئے۔ لیکن، چونکہ وہ حق پر مضبوطی سے قائم رہے تھے، وہ ثابت قدم رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ﴾ (البروج: ۱۱)

”یہ عظیم کامیابی ہے“

لہٰذا ہمیں زیادہ فکر اس بات کی ہونی چاہیے کہ مسلمانوں کے قلوب و اذہان میں کیا ہے نہ کہ جنگی میدانوں میں کیا ہو رہا ہے!

اس معاملے میں، بھائیو اور بہنو، سبحان اللہ، اگرچہ کہ یہ درست ہے کہ بہت سے مسلمان اِن امریکی منصوبوں کی وجہ سے دھوکے کا شکار بن چکے ہوں گے ایسے بہت سے مسلمان جو پہلے غفلت کی نیند سو رہے تھے اور اب انہیں ذہنی طور پر تقریباً مردہ ہی قرار دے دیا جا سکتا ہے، لیکن دوسری جانب احیاء کا عمل دیکھ کر خوشگوار حیرت بھی ہوتی ہے، خصوصاً نوجوانوں میں۔ سوچ کی وضاحت اور فہم کی پختگی جو آج بعض نوجوانوں میں دیکھنے کو ملتی ہے، واقعی حیرت انگیز ہے!

خاص طور پر اگر آپ مغرب میں موجود نوجوان طبقے کی بات کریں جو دوسری یا تیسری نسل کے مسلمان ہیں تو ان میں اسلام کا فہم انتہائی واضح ہے! یہ دیکھ کر واقعی حیرت ہوتی ہے! یہ موت سے زندگی بر آمد ہونے کی طرح ہے۔

﴿يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ﴾ (الروم:19)

"وہی (اللہ) زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے"

یہ شیر کی کھچار میں زندگی بسر کر رہے ہیں، یہ زیرِ اثر ہیں، یہ افکار کی اس جنگ میں پہلی دفاعی صف ہیں اور وہ اس حملے کا براہِ راست شکار ہیں! اس کے باوجود یہ حق پر قائم ہیں!

یہ نوجوان مسلمان ہونے کے ناطے اپنے آپ پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو جس طرح سمجھتے ہیں، اور ان فرائض کی ادائیگی کے لئے جو رضامندی اور جذبہ رکھتے ہیں، اِن کی (عقیدۃ) ولاء والبراء کی سمجھ، زمین پر اللہ کا قانون نافذ کرنے کے بارے میں ان کی فہم، اور اسلامی خلافت کے قیام کے بارے میں ان کا شعور........ یہ سب دیکھ کر انتہائی خوشگوار حیرت ہوتی ہے کہ کتنے ہی مسلمان ہیں اپنی خوابِ غفلت سے بیدار ہو رہے ہیں، اور دیگر میدانوں میں بھی، افکار کے میدان کے علاوہ بھی، اور قلوب واذہان کے میدان میں بھی ہم یہ (تبدیلی) دیکھ رہے ہیں، سبحان اللہ،

اذا اراد الله أمراً هيّئ له اسبابه

"اگر اللہ کسی چیز کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس کے اسباب فراہم کر دیتا ہے"

ہم دیکھتے ہیں کہ امریکہ انتہائی احمقانہ قسم کے غلطیوں میں پھنس چکا ہے! مثال کے طور پر عراق پر امریکی حملہ اس کے لئے ہر طرح سے تباہی ہی تباہی ہے۔

ایک امریکی محکمہ خارجہ کا افسر کہتا ہے کہ،

"بش کے عراق پر حملے کے جو نتائج بر آمد ہو رہے ہیں انہوں اس حملے کو ایسی انتہائی ذلت آمیز شکست بنا دیا ہے کہ ویتنام پر امریکی خارجہ پالیسی کے بعد سے اب تک ایسی اور کوئی مثال نہیں ملتی، اور اس جنگ کا انجام نظروں سے اوجھل ہے۔"

یہ درست ہے! انجام نظروں سے اوجھل ہے! آپ نے ابھی صرف آغاز ہی دیکھا ہے!

اور ہم دیکھتے ہیں کہ 11/9 سے سات سال بعد اب افغانستان میں ایسے مسلمان ہیں جو حق پر قائم ہیں، عراق میں ایسے مسلمان ہیں جو حق پر قائم ہیں، عراق میں ایسے مسلمان ہیں جو حق پر قائم ہیں، چیچنیا میں ایسے مسلمان ہیں جو حق پر قائم ہیں، فلسطین میں ایسے مسلمان ہیں جو حق پر قائم ہیں، صومالیہ میں ایسے مسلمان ہیں جو حق پر قائم ہیں۔ 11/9 سے قبل ایسے نہیں تھا۔ معاملات مسلمانوں کے حق میں بہتر ہو رہے ہیں۔

بش کے عراق پر حملے کا کیا نتیجہ نکلا؟! یہ حملہ اپنے ساتھ ایک اسلامی ریاست کے مرکز کا قیام عمل میں لایا........ ایک غیر ارادی نتیجے کے طور پر........ بلکہ حقیقت میں یہی تو وہ بات تھی جس کے واقع ہونے سے وہ بچنا چاہتے تھے! اور یہ ان کے غلط اقدامات کی وجہ سے ہوا۔ حقیقت میں یہ اللہ تعالیٰ کا تیار کیا ہوا جال ہے (جس میں وہ پھنس گئے ہیں!)، کیونکہ آج کا امریکہ گذشتہ کل کے فرعون کی مانند ہے (یعنی یہ عصرِ حاضر کا فرعون ہے)۔ اور ہر فرعون کے لئے ایک موسیٰ ہوتا ہے۔ اور بالکل جیسے فرعون نے گن گن کے قدم اٹھائے اور اپنے اقدامات کی منصوبہ بندی کرتا رہا، اس کے باوجود اس نے ایک مہلک غلطی کر دی، کیونکہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فتح سے نوازنا تھا! آج ہم امریکہ کے ساتھ بھی بالکل ویسے ہی ہوتا دیکھ رہے ہیں، اس نے اپنے ہی لئے گھڑا کھودا اور اس میں گر گیا لیکن اب اس سے باہر نکلنے سے عاجز ہے!

ایک حالیہ واقعہ عراق میں اسلامی ریاست کے قیام کا اعلان ہے۔ بغداد میں، جو کہ طویل ترین مدت تک رہنے والی اُس اسلامی خلافت (عباسی) کا دار الخلافہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس کے خاندان کی اگلی نسلوں کی تھی۔ ہم جانتے ہیں عباسیوں نے، عباسی خلیفہ نے، بغداد کی بنیاد ڈالی اور انہوں نے بغداد کو اپنا دار الخلافہ بنایا جو کچھ صدیوں تک دار الخلافہ رہا، یہ عرصہ مسلمانوں کی تاریخ میں تہذیب و تمدن اور آگہی کے عروج کا دور تھا۔ اس وقت بغداد دنیا کا عظیم ترین شہر تھا۔ لہٰذا عراق میں اسلامی ریاست

کے قیام کا اعلان ہونا........ بغداد میں، جو کہ عباسی خلافت کا دارالخلافہ تھا، اور جبکہ آج اس ریاست کا سربراہ حسین بن علی کی نسل کا ایک فرد ہے........ انتہائی اہمیت کا حامل امر ہے۔

یہ ایک ایسی بات ہے کہ جو یا تو مغرب کی نظر میں نہیں آسکی یا پھر وہ جان بوجھ کر اسے نظر انداز کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اب چاہے یہ امارت باقی رہتی ہے اور پھل پھول کر اگلی اسلامی خلافت کا روپ دھارتی ہے یا اسلامی خلافت کے قیام کے خلاف ہونے والی خطرناک سازشوں کے نتیجہ میں تباہ ہو جاتی ہے، میں پھر بھی یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک یادگار واقعہ ہے۔ اب ایسی صورتحال میں ہم کسی فرد یا چیز سے امیدیں وابستہ نہیں کریں گے، کہ یہ مسلمانوں کا طریقہ نہیں ہے۔ کیونکہ مسلمان تو نسل در نسل آتے اور جاتے رہتے ہیں۔

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کا انجام تو رسول اللہ ﷺ کی حیات تک پر بھی منحصر نہ تھا، جب اللہ کے نبی ﷺ وفات پا گئے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے کہا (آیت تلاوت کر کے سنائی):

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ﴾ (آل عمران:144)

"محمد (ﷺ) صرف رسول ہی ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے ہیں، کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا یہ قتل ہو جائیں تو کیا تم (اسلام سے) اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے"

لہٰذا اب جب میں اسلامی ریاست کے بارے بات کر رہا ہوں تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہمیں اس کے مستقبل کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہے، یہ پھیل بھی سکتی ہے یا ختم بھی ہو سکتی ہے۔ تاہم اس کے قیام کا اعلان بذاتِ خود ایک بہت اہم واقعہ ہے۔ اور بدقسمتی سے بہت سارے مسلمان اس واقعے کی اہمیت سے بالکل ناواقف ہیں، قطع نظر اس کے کہ یہ ریاست کامیاب ہوتی ہے یا نہیں، یہ ایک خیال کی حرکت کی نمائندگی کر رہی ہے جو نظریاتی سطح سے چل کر حقیقی دنیا میں وارد ہو گیا ہے۔ زمین پر اسلامی

قانون اور خلافت کے قیام کا تصور اب صرف ایک بات ہی نہیں (جو ذہنوں کے اندر محصور ہو یا کتابوں کے اوراق کی زینت ہو) بلکہ یہ ایک عمل کے طور پر (حقیقت میں) سامنے آگئی ہے! اور یہ بات اس حقیقت کی بھی غماز ہے کہ اس مرتبہ مجاہدین جو محنت کریں گے اور جو لڑائی لڑیں گے وہ اس لئے نہیں ہے کہ ان کی کوششوں کے ثمرات کوئی اور سمیٹ کر لے جائے۔ ان کی نیت صرف یہ نہیں ہے کہ اپنے علاقوں سے حملہ آوروں کو نکال باہر کریں تاکہ اُن کی جگہ کوئی بھی منافق پُر کر دیں، بلکہ مجاہدین ایک ایسی اسلامی ریاست کا منصوبہ ذہن میں رکھتے ہیں جو آگے چل کر خلافت کے نظام کی صورت میں ڈھل جائے گی۔

بھائیو اور بہنو، ہم آہستہ آہستہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں بتلائے گئے اِس آخری مرحلے کی طرف بڑھ رہے ہیں (جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا)،

ستكون خلافة على منهاج النبوة

"نبوت کی طرز پر خلافت ہو گی" مسند احمد میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی)

اب امریکیوں کا حال یہ ہے کہ وہ عراق میں اس اسلامی ریاست کے حوالے سے بظاہر بالکل چپ سادھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اسلام کے تصور خلافت کا مطالعہ کیا ہے اور وہ اس کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اور اس خطرے سے بھی آگاہ ہیں جو اس خلافت کے قیام سے انہیں اور ان کے پوری دنیا پر قبضے کے ایجنڈے کو درپیش ہے۔ سو آج اگر مسلمانوں کی اکثریت غفلت کی گہری نیند کا شکار اپنی آنکھیں موندے اور اپنے کان بند کیے بیٹھے ہیں تو اس اہم واقعے کی جانب اُن کی توجہ بھلا کیوں دلائی جائے! چنانچہ وہ حتی الامکان کوشش کر رہے ہیں کہ اس سے متعلق خبر کو دبا کر رکھیں، حالانکہ خود اُن کے پاس اِس کی تازہ ترین مکمل معلومات ہیں کیونکہ امریکی فوج (اسلامی) ریاست کی (جہادی) قوتوں کے ساتھ براہِ راست لڑائی میں ملوث ہے۔ درحقیقت وہ تو (سچائی چھپانے میں) اس حد تک جا رہے ہیں کہ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ اسلامی ریاست کا سربراہ محض ایک خیالی کردار ہے۔ عراق میں اسلامی ریاست کا اب یہ کہنا ہے کہ وہ دس لاکھ کی اشتراکی طاقتور فوج کے خلاف لڑ رہے ہیں تاہم وہ ابھی بھی مستحکم ہیں۔

خلافت کا تصور مغرب میں ابال پکڑ رہا ہے کیونکہ اب وہ اس کے خطرے کو بخوبی دیکھ رہے ہیں۔ وہ دیکھ رہے ہیں کہ مسلمان دوبارہ اسلامی ریاست کے قیام کے مقصد کے حصول کی جانب آگے بڑھ رہے ہیں لٰہذا ہم (اُن میں) اس معاملے کے لئے

دلچسپی کے نئے پہلو دیکھتے ہیں۔ کچھ عرصہ تو وہ اس سوچ کو بھولے رہے یا اسے پسِ پشت ڈالے رکھا، لیکن اب ایک دم وہ سبھی اسی موضوع پر بات کر رہے ہیں۔

مثال کے طور پر اکتوبر 2005ء میں بش نے کہا،

"عسکریت پسندوں کا خیال ہے کہ اگر وہ کسی ایک ملک پر قبضہ کر لینے سے مسلمانوں کی بڑی تعداد ایک جگہ اکٹھی ہو جائے گی اور یہ چیز انہیں اس قابل بنا دے گی کہ وہ خطے میں موجود تمام معتدل حکومتوں کو گرا کر ایک ایسی بنیاد پرست اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھیں گے جو اسپین سے انڈونیشیا تک پھیلی ہو۔"

بش اسپین کا بھی تذکرہ کرتا ہے کیونکہ وہ الاندلس (اسلامی اسپین) کے بارے جانتا ہے!

اور 5 ستمبر 2006ء کو اس نے کہا،

"یہ خلافت ایک ہمہ گیر اسلامی سلطنت ہو گی جس میں تمام حالیہ اور سابقہ مسلم علاقے شامل ہوں گے، اور یہ یورپ سے شمالی افریقہ، مشرق وسطیٰ اور جنوب مشرقی ایشیا تک پھیلی ہو گی۔"

اور پھر اس نے کہا،

"ہم یہ اس لئے جانتے ہیں کہ القاعدہ نے ہمیں اس بارے بتایا۔"

یہ بش کے الفاظ ہیں!

ڈونلڈ رمزفیلڈ نے کہا،

"عراق نئی اسلامی خلافت کے لئے ایک ایسے اڈے کے طور پر کام کرے گا کہ جہاں سے یہ پورے مشرق وسطیٰ میں پھیل جائے اور جو یورپ، افریقہ اور ایشیا میں موجود جائز حکومتوں کے لئے خطرہ ہو گی۔ یہ ہے ان کا منصوبہ! انہوں نے ایسا کہا ہے! اگر ہم سننے اور سمجھنے میں ناکام رہتے ہیں تو ہم ایک بھیانک غلطی کا ارتکاب کریں گے۔"

ٹونی بلیئر نے برائی کے ایک نظریے سے لڑنے کی ضرورت پر بات کی کہ جس (نظریے) میں یہ شامل تھا کہ،

"عرب دنیا میں موثر طالبان ریاستوں اور شریعت قانون کا قیام جو تمام مسلم ممالک کے لئے ایک خلافت (کی منزل) کی جانب لے جائے۔"

اور آخر میں ہمارے پاس جنرل ڈیوڈ پیٹرس کے بیانات ہیں جو اس نے عراق میں امریکی فوج کی تعداد میں حالیہ اضافے کے بعد دیے۔ اور وہ جواز پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ ہم نے مزید افواج کا مطالبہ کیوں کیا۔ اس نے کہا،

"یہ (مزید افواج کا مطالبہ) اس لئے ہے تاکہ القاعدہ کی سنسنی خیز حملے کرنے کی صلاحیت اور اُن پُر تشدد کاروائیوں کا سلسلہ جاری رکھنے کی کوشش کہ جنہیں وہ شروع سے جاری رکھے ہوئے ہیں، میں خلل ڈالا جائے۔ اس کے علاوہ وہ عراق میں القاعدہ کے لیے ایک حقیقی محفوظ ٹھکانہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں، (یعنی) ایک خلافت!"

لہٰذا اب یہ سارے لوگ خلافت کی بات کر رہے ہیں کیونکہ وہ اسے اپنے لئے ایک حقیقی خطرہ سمجھتے ہیں، ایک ایسی چیز جو نظریات کی دنیا سے نکل کر حقیقت کا روپ دھارنے کو ہے۔

تو بھائیو اور بہنو! جی ہاں، ہمیں اٹھ کھڑے ہونا چاہیے اور اس متکبرانہ مداخلت کے خلاف اپنے دین کا دفاع کرنا چاہیے!

جی ہاں! ہمیں یقیناً اٹھ کھڑے ہونا چاہیے اور سچائی کا اقرار ببانگ دہل کرنا چاہیے اور سچائی کے لیے (ہر محاذ پر) لڑنا چاہیے۔ دوسری طرف ہمیں اس حوالے سے بالکل پر اعتماد ہونا چاہیے کہ اللہ کے دشمن چاہے جو بھی کر لیں، آخر کار فتح مسلمانوں کی ہی ہو گی کیونکہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب

"جو میرے دوستوں سے دشمنی کرے گا تو میں اس کے خلاف جنگ برپا کروں گا" (بخاری)

امریکہ نے اللہ کے دوستوں سے دشمنی کی ہے لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ لڑیں گے، اور نتیجہ اور انجام تو ظاہر ہی ہے کہ کیا ہو گا!

لیکن ہمیں اس صورتحال کا سامنا کیسے کرنا ہے؟ یہ درست کہ اللہ کا دین ہی (اس کے ہی حکم سے) فتحیاب ہو گا لیکن ہم بھی اس (کامیابی) میں اپنا حصّہ ڈالنا چاہتے ہیں، ہم اجر میں حصّے دار بننا چاہتے ہیں! ہم نہیں چاہتے کہ ایک طرف بیٹھے بس تماشائیوں کی طرح دیکھتے رہیں!

اگر امریکہ کسی قسم کی شرم محسوس کیے بغیر کھلے بندوں یہ بات کر رہا ہے کہ وہ اسلام کو ہی تبدیل کر دینا چاہتا ہے تو پھر ہمارا بھی فرض بنتا ہے اس خرابی کے خلاف اپنے دین کا دفاع کرنے کے لئے اپنی کوششوں میں اضافہ کر دیں۔

**بھائیو اور بہنو! ہمیں متنازعہ امور پر اسلام کا موقف واضح کر کے پیش کرنا چاہیے،** ہمیں واضح اور برملا انداز میں اسلامی ریاست، زمین پر اعلائے کلمۃ اللہ، اور خلافت کے حوالے سے اپنے (خالص اسلامی) موقف کے بارے میں کھل کر بات کرنی چاہیے۔ ہمیں جمہوریت اور اسلام میں اس کی حیثیت کے بارے میں اپنا نقطہ نظر برملا ظاہر کرنا چاہیے، کہ یہ ایک غیر اسلامی نظام ہے! ہمیں شوریٰ کے لئے اسلامی متبادل، اور یہ جس چیز کی نمائندگی کرتا ہے، کے بارے میں بات کرنی چاہیے۔ ہمیں اسلام میں حدود کے قانون کے بارے میں اپنے نقطہ نظر پر بات کرنی چاہیے۔ ہمیں تعدد ازدواج' حقوق نسواں' انسانی حقوق وغیرہ جیسے امور کے متعلق بات کرنی چاہیے کہ ان کے بارے میں ہمارا موقف کیا ہے! ہمیں ان امور کے بارے میں معذرت خواہانہ رویہ اپنائے بغیر اور ایمانداری سے بولنا چاہیے اور انہیں عامۃ المسلمین کے سامنے واضح کرنا چاہیے، کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مغرب کے ایجنڈے کی وجہ سے دھوکا کھا جائیں۔

**دوم، ہمیں ہر وہ چیز جو امریکہ کی طرف سے دی جا رہی ہو اس کے حوالے سے بہت محتاط رویہ اختیار کرنا چاہیے!**

وہ اپنے خفیہ عزائم کو پورا کرنے کی خاطر اپنے اسلحہ خانے کا ہر ہتھیار استعمال کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یو ایس نیوز اینڈ ورلڈ رپورٹ کا یہ آرٹیکل کہتا ہے،

> "افکار جو موسیقی، مزاح، شاعری اور انٹرنیٹ کو استعمال میں لاتے ہوں، تاکہ امریکی خیالات کو عرب دنیا تک پہنچایا جائے۔"

وہ سب کچھ استعمال کر سکتے ہیں لہٰذا ہمیں انتہائی محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔

سوم، اگر رینڈ میں موجود لوگوں نے کہا ہے کہ وہ سچے مسلمانوں کو لوگوں کی نظروں میں گرانا چاہتے ہیں اور حق کو دبانا چاہتے ہیں جو ان سچے مسلمانوں کے پاس ہے، اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ، جیسا کہ وہ (شیر ل) یہاں بیان کر رہی ہے،

**"دہشت گرد اور بنیاد پرست حلقوں میں موجود بد عنوانی، منافقت اور اخلاقیات کے منافی معاملات کی تفتیش کے لئے صحافیوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔"**

اور محکمہ دفاع کی چار سالہ دفاعی جائزہ رپورٹ کے مطابق،

"ہم انتہا پسند نظریات کو لوگوں کی نظر میں غلط اور فرسودہ ثابت کر دینا چاہتے ہیں۔"

**تو ایسے میں یہ ہمارا فرض بن جاتا ہے کہ ایسے علماء اور داعیان کا پرچار کریں جو حق بات کہہ رہے ہیں!** اگر وہ ان نظریات کو لوگوں کی نظر میں غلط اور فرسودہ ثابت کرنا چاہتے ہیں تو ہم انہیں عام کرنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ اُس حق کو دبانا چاہتے ہیں جو علماء اور داعیان بول رہے ہیں تو ہم اس حق کا غلبہ چاہتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ یہ خوب پھیلے۔ اور یہ کام کرنا ہر مسلمان پر فرض ہو جاتا ہے، کیونکہ، یاد رکھیں کہ آپ ایک انتہائی وسائل سے بھرپور قوم کے مقابلے میں کھڑے ہیں اور یہ دیگر اقوام کے اشتراک کی سربراہی کر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ﴾ (الانفال: 60)

"ان کے لئے تیاری کرو"

لہٰذا یہ ہمارا فرض ہے، بالکل جیسے وہ ہمارے دین کو بدل دینا چاہتے ہیں اور جھوٹ کا پرچار کرنا چاہتے ہیں اور ہمیں رینڈ مسلمانوں میں تبدیل کر دینا چاہتے ہیں ایسے ہی ہمیں حق کا پرچار کرنے کی ضرورت ہے۔

**چہارم، ہمیں سچائی پر مبنی مواد کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔** کوئی بھی ایسی چیز جو سچائی کا پرچار کرے، ہمیں اس کا پرچار کرنا چاہیے، اسے پھیلانا چاہیے، اور اس کوشش میں اپنی دولت صرف کرنی چاہیے۔

**پنجم، ہمیں اپنا لفظی جہاد اور مالی جہاد کرنا چاہیے۔** اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

جاهدوا المشركين بانفسكم واموالكم والسنتكم

"مشرکوں کے خلاف اپنی جانوں، اپنے اموال، اور اپنی زبانوں کے ساتھ جہاد کرو"

اور حق کا پرچار اس جہاد فی سبیل اللہ کی ہی ایک شکل ہے۔

اور آخر میں بھائیو اور بہنو! **ہمیں مسلمانوں کو ان کے حقیقی تشخص سے آگاہی دلانی چاہیے۔** اگر کفار ہمیں ہمارے قبل از اسلام کے ماضی سے جوڑنا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی اپنی تاریخ کے حوالے سے معلومات کو عام کرنا چاہیے، کہ ہم کون ہیں! اور ہمیں امت کے تصور کو عام کرنا چاہیے، کہ ہم سب مسلمان ایک امت کا حصہ ہیں اور اس بات کا تقاضا ہے کہ ہم قومی ریاست اور آج کی دنیا میں پائے جانے والے قومیت کے تصور یا ماضی میں پائے جانے والے قبائلیت کے تصور سے بالاتر ہو جائیں!

ہمیں اپنے آپ کو ایک امت کے طور پر دیکھنا ہو گا۔ مختلف رنگ، مختلف نسلیں، مختلف زبانیں، لیکن ہم ایک امت ہیں اور یہ وابستگی ہماری باقی تمام وابستگیوں پر مقدم ہونی چاہیے!

لہٰذا بھائیو اور بہنو! ہمیں اس بات سے بے فکر نہیں ہو جانا چاہیے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے امت کو بہر حال فتحیاب تو کرنا ہی ہے سو ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نہیں! ہمیں اٹھ کھڑے ہونا چاہیے اور اپنے حصّے کا کام کرنا چاہیے، اگر ہم طائفہ منصورہ کا حصہ بننا چاہتے ہیں، اگر ہم فرقہ ناجیہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں، کیونکہ آج بدعتیں محض محدود وسائل رکھنے والی جماعتوں کے ذریعے نہیں پھیلیں گی بلکہ انہیں امریکہ اور اس کے حواریوں کی مالی پشت پناہی حاصل ہو گی۔ لہٰذا اب یہ افکار کی جنگ ہے اور آج اہلِ حق کی یہ ذمہ داری ہے، چاہے تعداد میں وہ کتنے ہی کم کیوں نہ ہوں، کہ وہ اسے دنیا کے سامنے حق پیش کریں!